خطبہ جمعہ

قرآن سے ہی گھروں کی آبادی ہے۔جس گھر میں قرآن نہ پڑھا جائے وہ ویران سرائے کی طرح ہوتا ہے

خوش الحانی سے قرآن شریف پڑھنا بھی عبادت ہے

قرآن کریم کے فضائل اور خوبیوں کے بارہ میں احادیث نبویہؐ اور مسیح موعودؑ کی نظم و نثر سے اقتباسات

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔
فرمودہ ۳؍دسمبر ۱۹۹۹ء بمطابق ۳؍فتح ۱۳۷۸ھ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله۔
أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔ بسم الله الرحمٰن الرحيم ۔
الحمدلله رب العلمين ۔ الرحمٰن الرحيم ۔ ملك يوم الدين ۔ إياك نعبد و إياك نستعين ۔
اهدنا الصراط المستقيم ۔ صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔

﴿اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْراً كَبِيْراً﴾ (سورة بنی اسرائیل آیت ۱۰)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس کا سادہ ترجمہ یہ ہے۔ یقیناً یہ قرآن اس (راہ) کی طرف ہدایت دیتا ہے جو سب سے زیادہ قائم رہنے والی ہے اور اُن مومنوں کو جو نیک کام کرتے ہیں بشارت دیتا ہے کہ ان کے لئے بہت بڑا اجر (مقدر) ہے۔

رمضان شریف سے پہلے یہ آخری خطبہ ہے اور آئندہ رمضان شریف انشاء اللہ جمعہ سے ہی شروع ہوگا۔ تو رمضان کے متعلق جو خطبہ دینا تھا اس کے بھی کچھ نوٹس میرے پاس ہیں مگر شاید یہ قرآن کریم کے متعلق جو خطبہ ہے یہ لمبا چلا جائے اس لئے اگلے جمعہ سے جو رمضان کے متعلق جو نوٹس ہیں ان کے مطابق خطبہ دوں گا۔ اس وقت بہر حال قرآن کریم کی فضیلتوں سے متعلق ذکر ہے اور قرآن کریم کی فضیلت کا رمضان سے بہت گہرا تعلق ہے۔ جیسا کہ میں وہ آیت پیش کروں گا آپ کے سامنے قرآن رمضان کے بارہ میں اتارا گیا ہے۔ کوئی ایسی نیکی نہیں جو رمضان میں نہ کی جاتی ہو جس کا قرآن کریم میں ذکر نہ ہو۔ سر دست جو قرآن کے متعلق احادیث ہیں میں ان کا ذکر شروع کرتا ہوں۔

ترمذی کتاب فضائل القرآن میں "كثير بن مُرّه الحَضرَمِي، عقبه بن عامر سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قرآن کریم کو ظاہر کر کے پڑھنے والا ظاہر طور پر صدقہ دینے والے کی طرح ہے اور قرآن کریم کو چھپا کر پڑھنے والا خفیہ طور پر صدقہ دینے والے کی طرح ہے"۔ اب قرآن کریم کو ظاہر طور پر جو پڑھا جاتا ہے بات یہ ہے کہ صبح کے وقت قرآن کریم کی تلاوتیں بلند ہوں اور کثرت کے ساتھ تلاوت کی گونج پھیلے یہ ظاہری صدقہ سے اس لئے مشابہ ہے کہ اس کو دیکھ کر قرآن کریم کی عادت پڑتی ہے۔

قادیان میں مجھے یاد ہے ہمیشہ صبح کے وقت نماز کے بعد بکثرت قرآن کریم کی تلاوت کی آوازیں آیا کرتی تھیں۔ کوئی گلی نہیں، کوئی محلہ نہیں جس کے کسی کوچہ میں بھی قرآن کریم کی تلاوت کی آوازیں بلند نہ ہو رہی ہوں اس کو دیکھ کر بچپن ہی سے قرآن کریم کی تلاوت کا شوق لوگوں کے دل میں پیدا ہوتا ہے۔ پس یہ وہ ایسا صدقہ ہے جو ظاہر میں دیا جائے مگر خدا کی خاطر دیا جاتا ہے اس لئے اس کا بہت فائدہ پہنچتا ہے۔

اور قرآن کریم کو چھپا کر پڑھنے والا۔ بعض دفعہ لوگ اپنی نیکی کو چھپاتے ہیں اور قرآن کریم کو چھپا کر پڑھتے ہیں وہ بھی بہت مقبول ہے بلکہ بعض پہلوؤں سے عام صدقہ سے زیادہ مقبول ہے۔ قرآن کریم چھپا کر پڑھنے والا خفیہ طور پر صدقہ دینے والے کی طرح ہے ۔ یہ خفیہ نیکی کا مزاج آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے پیدا کیا یہاں تک کہ بعض دفعہ لوگ راتوں کو چھپ کر نیکی کیا کرتے تھے۔ اتنا چھپ کر کہ صدقہ دیتے وقت ان کو پتہ نہ لگے کہ کون صدقہ دے گیا ہے اور یہ بھی نہ پتہ لگے کہ کس کو صدقہ دے رہے ہیں۔ تو بعض دفعہ کسی امیر آدمی کو صدقہ دے دیا کرتے تھے اور لوگ ہنس ہنس کے باتیں کیا کرتے تھے کہ لو جی فلاں شخص کو رات کے اندھیرے میں ایک آدمی صدقہ دے گیا۔ بعض دفعہ چوروں کو صدقہ دے دیا کرتے تھے مگر خدا کے نزدیک بہر حال ایک یہ چھپی ہوئی نیکی تھی اور قرآن کریم کو اس نیت سے چھپا کر پڑھنا کہ چرچا نہ ہو یہ بھی اسی قسم کی نیکی ہے۔

تین دن سے کم میں قرآن کریم ختم کرنے کے خلاف انتباہ

"عبداللہ بن عمرو آنحضرت صلی اللہ وعلیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے قرآن کریم تین سے کم میں پڑھا اس نے اسے سمجھا ہی نہیں"۔ یہ اب قرآن کریم کی بار بار تلاوت کا وقت آ رہا ہے اس لئے اس بات کو مد نظر رکھنا چاہئے کہ بعض لوگ کوشش کرتے ہیں کہ قرآن کو بہت زیادہ پڑھ جائیں اور تین دن سے کم میں پڑھنا نامناسب ہے اور بے معنی ہے۔ تین دن میں بھی وہی لوگ تلاوت کر سکتے ہیں جو بہت زیادہ گہرے فکر کے ساتھ تلاوت کرتے ہیں اور جن کا دن رات اور کوئی مشغلہ نہ ہو مگر عام آدمی کے لئے جنہوں نے دوسرے کام بھی کرنے ہیں تین دن میں قرآن کریم ختم کرنا تو بالکل ممکن نہیں ہے۔ اگر کرے گا تو طوطے کی طرح رٹا ہوا پڑھے گا لیکن اس کے دل پر قرآن کریم اثر نہیں کرے گا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس کے خلاف واضح انتباہ فرمایا ہے۔

ایک اور بات بہت ہی پیاری آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمائی ہے۔ ہر بات ہی پیاری ہے مگر اس میں بڑی حکمت ہے اور آدمی عام طور پر سوچ نہیں سکتا کہ ایسا کیوں ہوتا ہے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نفسیاتی لحاظ سے دلوں پر گہری نظر ہوا کرتی تھی۔ مروی ہے کہ آپ نے فرمایا "اس وقت تک قرآن پڑھو جب تک تمہارے دل مانوس رہیں اور جب انقباض پیدا ہو جائے تو اس سے رُک جاؤ"۔ (بخاری کتاب فضائل القرآن)۔ تو قرآن کریم سے بھی انقباض پیدا ہو سکتا ہے ان معنوں میں نہیں کہ قرآن کے مفہوم سے انقباض بلکہ پڑھتے پڑھتے آدمی تھک سکتا ہے اور پھر زبردستی کر کے پڑھنا شروع کرے یہ جائز نہیں ہے۔ بعض دفعہ نیند کا غلبہ آ جاتا ہے اور اس وقت انسان سمجھتا ہے کہ اب مجھ میں طاقت نہیں رہی تو اس وقت ہاتھ اٹھا لینا چاہئے اور جب طبیعت پوری طرح حاضر ہو اس وقت قرآن کریم کی تلاوت کرنی چاہئے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا "جس کے دامن میں قرآن کریم میں سے کچھ نہیں وہ ایک ویران گھر کی طرح ہے"۔ قرآن سے ہی گھروں کی آبادی ہے اگر قرآن نہ پڑھا جائے کسی گھر میں تو وہ ایک ویران سرائے کی طرح ہوتا ہے اور ایسے گھر ایمان سے ہر قسم کی نعمتوں سے عاری رہتے ہیں۔

ترمذی کتاب فضائل القرآن میں صہیب سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا "جس نے قرآن کریم کے محرمات کو حلال سمجھ لیا اس کا قرآن پر کوئی ایمان نہیں"۔ قرآن کریم نے جن چیزوں کو حرام قرار دیا ہے۔ اگر کوئی اس کو حلال سمجھتا ہے تو وہ نفس کے بہانے ہیں، اس کا قرآن پر کوئی ایمان نہیں۔

مومن اور منافق کے قرآن کریم پڑھنے کی مثال

ایک لمبی روایت ابو موسیٰ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو مومن قرآن کریم

پڑھتا اور اس پر عمل کرتا ہے اس کی مثال چکوترہ کی طرح ہے جس کا مزہ بھی عمدہ اور خوشبو بھی عمدہ ہوتی ہے"۔ میں نے یہ تحقیق کی کہ چکوترہ عرب میں ملتا بھی تھا کہ نہیں تو اس وقت پتہ چلا کہ شام میں بہت اچھا چکوترہ ہوتا ہے۔ وہاں سے عربوں میں بھی چکوترہ بھیجا جاتا تھا تجارت کے مال میں۔ تو چکوترہ میں جو خوبی بیان فرمارہے ہیں رسول اللہ ﷺ وہ یہ ہے۔ مزہ بھی عمدہ اور خوشبو بھی عمدہ ہوتی ہے۔ "اور وہ مومن جو قرآن نہیں پڑھتا مگر اس پر عمل کرتا ہے اس کی مثال کھجور کی طرح ہے اس کا مزہ تو عمدہ ہے مگر اس کی خوشبو کوئی نہیں"۔ خوشبو میں اپنی ایک لذت ہوتی ہے۔ کھجور میں مزہ تو ہے، مٹھاس ہے، غذا پوری ہے مگر خوشبو نہیں ہوتی۔ "اور ایسے منافق کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے" مگر منافقت سے پڑھتا ہے اس کی مثال "رَیْحَان کی طرح ہے۔ ریحان نیازبو کو کہتے ہیں جو ایک خوشبودار پودا ہے۔ "اس کی خوشبو تو عمدہ ہے لیکن مزا سخت کڑوا ہوتا ہے"۔ تو منافق جو قرآن پڑھتا ہے وہ چھپاتا ہے اس بات کو کہ اس کے دل میں قرآن پڑھنے سے کڑواہٹ پیدا ہوتی ہے اور بظاہر اس کی خوشبو پھیلتی ہے لیکن وہ خوشبو ظاہری ہے حقیقی نہیں ہے۔ سننے والے کے دل میں تو قرآن کریم کی خوشبو پہنچ جائے گی مگر منافق کے دل کو سوائے کڑواہٹ کے اور کچھ نصیب نہیں ہوگا۔

"اور ایسے منافق کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا تُمّہ کی طرح ہے۔ اس کا مزا بھی کڑوا ہے"۔ اور حدیث میں آتا ہے کہ "یا (حضورؐ نے فرمایا کہ اس کا مزہ) خبیث ہے اور اس کی خوشبو بھی کڑوی ہے"۔ تمّے کا پودا ہمارے صحراؤں میں اُگتا ہے اور ربوہ کے گرد جو پہاڑیاں ہیں ریتلی ان میں بھی تمّہ اُگتا ہے۔ تمّہ ایک ایسی خبیث چیز ہے کہ اگر تھوڑا سا ہاتھ بھی لگ جائے تو ہاتھ کڑوا ہو جاتا ہے اور کافی دیر اس کو اچھی طرح صاف کرنا پڑتا ہے اور پھر اس میں بدبو بھی ہوتی ہے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے قرآن کے تعلق میں ایسی مثالیں بیان کی ہیں جن سے قرآن کریم میں ہر قسم کے پڑھنے والوں کا ذکر مل جاتا ہے۔

اب میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کچھ اقتباسات قرآن شریف سے متعلق پیش کرتا ہوں۔ آپؑ فرماتے ہیں "لاکھوں مقدسوں کا یہ تجربہ ہے کہ قرآن شریف کے اتباع سے برکاتِ الٰہی دل پر نازل ہوتی ہیں اور ایک عجیب پیوند مولیٰ کریم سے ہو جاتا ہے۔ خدائے تعالیٰ کے انوار اور الہام ان کے دلوں پر اُترتے ہیں اور معارف اور نکات اُن کے منہ سے نکلتے ہیں۔ ایک قوی توکّل ان کو عطا ہوتا ہے اور ایک محکم یقین ان کو دیا جاتا ہے...... اور ایک لذیذ محبّتِ الٰہی جو لذّت وصال سے پرورش یاب ہے اُن کے دلوں میں رکھی جاتی ہے"۔

"ایک لذیذ محبتِ الٰہی جو لذّت وصال سے پرورش یاب ہے"۔ اب یہ عام اردو دان کو سمجھ نہیں آسکتی یعنی عام سادہ لوح جن کو اردو بہت کم آتی ہے۔ محبت الٰہی جو لذت وصال سے پرورش یافتہ ہے محبت تو ہوتی ہے لیکن وصال کے وقت جو محبت دل سے اچھلتی ہے اس کی مثال ہی بیان نہیں کی جاسکتی۔ وہ خود اپنی مثال ہوتی ہے۔ تو اللہ کا وصال جس کو میسر ہو اس کے دل سے جو محبت اچھلتی ہے اس کی بات ہی اور ہے۔ "اگر ان کے وجود کو ہاونِ مصائب میں پیسا جائے اور سخت شکنجوں میں دے کر نچوڑا جائے تو اُن کا عرق بجز حُبِّ الٰہی کے اَور کچھ نہیں"۔ یعنی ہر قسم کی مصیبتوں میں سے ان کو گزارا جائے، ان کا نچوڑ نکل جائے تو وہ جو نچوڑ ہوگا وہ بھی محبت الٰہی ہوگا اس کے سوا کچھ بھی نہیں ملے گا۔

"دُنیا اُن سے ناواقف اور وہ دُنیا سے دُورتر و بلند تر ہیں۔ خدا کے معاملات ان سے خارق عادت ہیں"۔ اللہ تعالیٰ ان سے ویسا ہی عجیب معاملہ کرتا ہے جیسے وہ اللہ تعالیٰ سے عجیب تعلق رکھتے ہیں۔ "اُنہیں یہ ثابت ہوا ہے کہ خدا ہے"۔ انہی کو حقیقت میں خدا پر اعتماد ہوتا ہے کیونکہ ہر وقت وہ اس سے ملتے رہتے ہیں۔ "اُنہیں پر کھلا ہے کہ ایک ہے"۔ اور ملنے والا بھی ایک ہی ہے اس میں کوئی دوئی کی بو نہیں۔ "جب وہ دُعا کرتے ہیں تو وہ اُن کی سنتا ہے۔ جب وہ پکارتے ہیں تو وہ ان کو جواب دیتا ہے۔ جب وہ پناہ چاہتے ہیں تو وہ اُن کی طرف دَوڑتا ہے۔ وہ باپوں سے زیادہ ان سے پیار کرتا ہے۔ اور اُن کے درودیوار پر برکتوں کی بارش برساتا ہے۔ پس وہ اس کی ظاہری و باطنی و روحانی و جسمانی تائیدوں سے شناخت کئے جاتے ہیں۔ اور وہ ہر یک میدان میں اُن کی مدد کرتا ہے کیونکہ وہ اس کے اور وہ اُن کا ہے"۔ (سرمہ چشم آریہ حاشیہ صفحہ ۲۲، ۲۴)

خوش الحانی سے قرآن کریم پڑھنا بھی عبادت ہے

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سوال کیا گیا۔ خوش الحانی سے قرآن پڑھنا کیسا ہے؟ فرمایا "خوش الحانی سے قرآن شریف پڑھنا بھی عبادت ہے اور بدعات جو اس کے ساتھ ملا لیتے ہیں وہ اس عبادت کو ضائع کر دیتی ہیں۔ بدعات نکال نکال کر ان لوگوں نے کام خراب کیا ہے۔"

(الحکم جلد ۷ نمبر ۱۱، صفحہ ۵۔ بتاریخ ۲۴ر مارچ ۱۹۰۳ء)

مراد یہ ہے کہ تلاوت خوش الحانی سے پڑھنا تو بہت اچھی بات ہے مگر دکھاوے کے لئے نہ ہو اور مختلف مواقع پر کسی کو قرآن پڑھ کے مردے کو بخشا جارہا ہے، کسی مصیبت زدہ کی مصیبت دور کرنے کے لئے تلاوت اونچی کی جارہی ہے، یہ ایسے لوگ اس منافق کی طرح ہیں جس سے خوشبو تو نکلتی ہے مگر لوگوں کے لئے ہے اس کے دل میں کڑواہٹ ہی ہوتی ہے، اس کو کچھ نصیب نہیں ہوتا۔ پس بہت احتیاط کرنی چاہئے۔ خوش الحانی سے قرآن پڑھا جائے تو اخلاص کے ساتھ پڑھا جائے۔ خوش الحانی کی نیت یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کے رسول نے ہدایت فرمائی ہے کہ قرآن خوش الحانی سے پڑھا جائے اور درد کے ساتھ پڑھا جائے۔ یہ دو باتیں ہیں جن کو مضبوطی سے پکڑ لینا چاہئے۔ پس بدعات سے توبہ کرتے ہوئے اگر خوش الحانی سے تلاوت قرآن کی جائے تو یہ بہت اچھا ہے۔

اب آہستہ پڑھنے میں جو حکمت ہے وہ یہ ہے کہ تین دن کے اندر یا اس سے جلدی قرآن کریم جو پڑھے گا وہ تدبر کر ہی نہیں سکتا۔ بعض دفعہ ایک آیت پر کافی دیر تک ٹھہرنا پڑتا ہے، غور کرنا پڑتا ہے، اس کے مضامین کو سونگھ کر، اس کی خوشبو لے کر، اس کی گہرائی میں اتر کر، اس کے اندرونی باطن میں نظر ڈال کر جب انسان کو قرآن کریم کی لذت آتی ہے تو اس میں وقت بھی تو لگتا ہے یونہی افراتفری سے قرآن کریم پڑھنے سے یہ چیزیں نصیب نہیں ہوسکتیں۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: "قرآن شریف تدبّر و فکر سے پڑھنا چاہئے۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ رُبَّ قَارِیٍٔ یَلْعَنُهُ الْقُرْاٰنُ. یعنی بہت سے ایسے قرآن کے قاری ہوتے ہیں جن پر قرآن کریم لعنت بھیجتا ہے۔ تلاوت کرتے وقت جب قرآن کریم کی آیتِ رحمت پر گزر ہو تو وہاں خدا تعالیٰ سے رحمت طلب کی جائے اور جہاں کسی قوم کے عذاب کا ذکر ہو تو وہاں خدا تعالیٰ کے عذاب سے خدا تعالیٰ کے آگے پناہ کی درخواست کی جائے۔ اور تدبّر اور غور سے پڑھنا چاہئے اور پھر اس پر عمل کیا جاوے"۔ (الحکم۔ ۲۴ر مارچ ۱۹۰۷ء)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اسی طرح قرآن پڑھا کرتے تھے اور ایک حدیث میں آتا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شَیَّبَتْنِی الْھُوْدُ، مجھے سورۃ ہود کی تلاوت نے بوڑھا کر دیا ہے۔ اب لوگ دنیا کے غم سے بوڑھے ہوتے ہیں اور بال سفید ہوتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کو ہود کی قوم پر جو عذاب نازل ہوئے تھے اس کے تذکرہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اتنا شدید دکھ پہنچایا کہ اس کی وجہ سے آپ بوڑھے ہوگئے اور فرماتے ہیں میں اسی وجہ سے بوڑھا ہوا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم میں تو بے شمار طاقتیں تھیں یعنی جسمانی طاقتیں بھی آپ کی عام دنیا کی طاقتوں سے نمایاں طور پر ممتاز تھیں۔

قرآن شریف کے حقائق و معارف انبیائے بنی اسرائیل کا مثیل بنادیتے ہیں

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: "اللہ تعالیٰ نے سچے علوم کا منبع اور سرچشمہ قرآن شریف اِس اُمّت کو دیا ہے۔ جو شخص ان حقائق اور معارف کو پالیتا ہے جو قرآن شریف میں بیان کئے گئے ہیں اور جو حقیقی تقویٰ اور خشیۃ اللہ سے حاصل ہوتے ہیں، اسے وہ علم ملتا ہے جو اس کو انبیائے بنی اسرائیل کا مثیل بنادیتا ہے ......"۔ تو انبیاء بنی اسرائیل کا مثیل یہ حدیث تو آپ لوگوں نے بارہا سنی ہوگی انبیاء بنی اسرائیل کے مثیل تو ہوتے ہیں مگر ان سے افضل ہوتے ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ اور دیگر خلفاء کی بات دیکھیں تو ان کی شان کا کوئی بنی اسرائیل کا نبی دکھائیں تو سہی نکال کے۔ اس لئے یہ یونہی مسلمانوں میں احساس کمتری پیدا ہو چکا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں بنی اسرائیل کے انبیاء امت کے نیک دل خشیت کرنے والے علماء سے بہت اونچا درجہ رکھتے ہیں، یہ درست نہیں ہے جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے خود فرمایا ہے کہ انبیاء بنی اسرائیل کا مثیل بنادیتا ہے۔

اب مثیل سے ایک شبہ پیدا ہو سکتا ہے کہ ان کے برابر بنا دیتا ہے مگر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو حضرت موسیٰ کا بھی تو مثیل بیان کیا گیا ہے تو وہ حضرت موسیٰ کے برابر تھے؟ بہت فرق تھا۔ حضرت موسیٰ کے طور اور اس کی بلندی کا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے حاصل کی اس کا تو زمین آسمان کا فرق ہے۔ پس مشابہ ہونا اور بات ہے مگر مشابہت میں ایک کو دوسرے پر برتری، یہ بھی ایک خاص مضمون ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی امت کو ہر دوسری امت پر اس کے مشابہ ہونے کے باوجود برتری عطا فرمائی گئی۔

"مسلمانوں نے باوجودیکہ قرآن شریف جیسی بے مثل نعمت اُن کے پاس تھی جو اُن کو ہر گمراہی سے نجات بخشتی اور ہر تاریکی سے نکالتی ہے لیکن انہوں نے اس کو چھوڑ دیا اور اس کی پاک تعلیموں کی پرواہ نہیں کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اسلام سے بالکل دُور جا پڑے ہیں"۔ (الحکم ۱۷ر تا ۲۴ر اگست ۱۹۰۲ء)۔

"یہ فخر قرآن مجید ہی کو ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں ہر مرض کا علاج بتایا ہے۔ اور تمام قویٰ کی تربیت فرمائی ہے اور جو بدی ظاہر کی ہے اس کے دُور کرنے کا طریق بھی بتایا ہے"۔ جہاں جہاں کسی بدی کا ذکر کیا ہے غور سے پڑھ کر دیکھیں وہیں اس کو دور کرنے کا طریقہ بھی قرآن کریم میں درج ہے۔ "اس لئے قرآن کریم کی تلاوت کرتے رہو اور دعا کرتے رہو اور اپنے چال چلن کو اس کی تعلیم کے ماتحت رکھنے کی کوشش کرو"۔ (الحکم ۱۷ر جنوری ۱۹۰۷ء)

اللہ تعالیٰ قرآن شریف کی تعریف میں فرماتا ہے۔ "ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ. قرآن بھی انہی لوگوں کی ہدایت کا موجب ہوتا ہے جو تقویٰ اختیار کریں"۔ تقویٰ کے متعلق میں نے بارہا ذکر کیا ہے کہ ایک اندرونی دل کا تقویٰ ہوتا ہے کہ سچی بات کو قبول کرنے کے لئے دل آمادہ ہو اور ایک وہ تقویٰ ہوتا ہے جو ترقی کر کے انکو متقیوں کا سردار بنا دیتا ہے۔ تو یہ تقویٰ کی مختلف قسمیں یا مختلف مراتب ہیں جو ادنیٰ انسان سے شروع ہو کر مگر اس سے جو سچائی کا طالب ہو اوپر تک، آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تک انسان کو پہنچاتے ہیں۔ "قرآن بھی انہی لوگوں کی ہدایت کا موجب ہوتا ہے جو تقویٰ اختیار کریں۔ ابتداء میں قرآن کے دیکھنے والوں کا تقویٰ یہ ہے کہ جہالت اور حسد اور بُخل سے قرآن شریف کو نہ دیکھیں بلکہ نُورِ قلب کا تقویٰ ساتھ لے کر صدق نیت سے قرآن شریف کو پڑھیں"۔ (الحکم ۳۱ اگست ۱۹۰۱ء)

پھر علوم کی ترقی کے تعلق میں بیان فرمایا "جو علمی ترقی چاہتا ہے اس کو چاہئے کہ قرآن شریف کو غور سے پڑھے۔ جہاں سمجھ میں نہ آئے دریافت کرے۔ اگر بعض معارف سمجھ نہ سکے تو دوسروں سے دریافت کر کے فائدہ پہنچائے"۔ (الحکم ۱۷ جولائی ۱۹۰۲ء)

قرآن کریم کے معارف کو پوچھنے میں انکساری چاہئے۔ انسان اپنے آپ کو اتنا بڑا نہ سمجھے کہ گویا مجھے سب معارف آتے ہیں یہ بالکل غلط اور جھوٹ بات ہے۔ کسی بھی مقام پر آپ پہنچ جائیں آپ کو مجبوراً یعنی بشری مجبوری کی وجہ سے بظاہر کم علم رکھنے والوں کی طرف جھکنا پڑتا ہے اور بعض دفعہ وہ بہت بڑی نکتے کی بات بتا دیتے ہیں۔ تو ساری عمر انسان تعلیم ہی حاصل کرتا رہتا ہے، کوئی وقت بھی ایسا نہیں جب وہ قرآنی تعلیم سے اپنے آپ کو اونچا سمجھے۔

اگر نجات چاہتے ہو تو دین العجائز اختیار کرو

آپ فرماتے ہیں: "یاد رکھو کہ قرآن کریم کے پانسو کے قریب حکم ہیں۔ اور اس نے تمہارے ہر ایک عضو اور ہر ایک قوت اور ہر ایک وضع اور ہر ایک حالت اور ہر ایک عمر اور ہر ایک مرتبہ فہم اور مرتبہ فطرت اور مرتبہ سلوک اور مرتبہ انفراد اور اجتماع کے لحاظ سے ایک نورانی دعوت تمہاری کی ہے"۔ اب اس کے ہر ایک لفظ کی تشریح کی جائے تو کافی لمبا مضمون چل جائے گا لیکن جتنی بھی انسان کی ضرورتیں ہیں یہ خلاصہ سمجھ لیں کہ ہر ضرورت کے متعلق تعلیم قرآن کریم نے دی ہے، ہر مزاج کے متعلق تعلیم دی ہے، ہر شخص کی ضرورت کے متعلق تعلیم دی ہے غرضیکہ بہت بڑی دعوت ہے جو قرآن کریم نے کی ہے۔

چنانچہ فرماتے ہیں "ایک نورانی دعوت تمہاری کی ہے سو تم اس دعوت کو شکر کے ساتھ قبول کرو اور جس قدر کھانے تمہارے لئے تیار کئے گئے ہیں وہ سارے کھاؤ" اور سب سے فائدہ حاصل کرو۔ اب دنیا کے کھانے تو لوگ کھاتے ہیں اور پیٹ بھی خراب کر لیتے ہیں زیادہ کھا کھا کے اور بعض دفعہ رمضان میں بھی خوب کھانے پر زور ہوتا ہے لیکن جو روحانی دعوت خدا نے کی ہوئی ہے اس کی طرف توجہ نہیں ہوتی۔ روحانی دعوت کا مزہ یہ ہے کہ پیٹ خراب ہو ہی نہیں سکتا۔ جتنا کھاؤ اتنی ہی اس کی اشتہاء بڑھتی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ دلوں کو اور بھی زیادہ اس دعوت سے سیر کرتا ہے۔ "جو شخص ان سب حکموں میں سے ایک کو بھی ٹالتا ہے، میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ عدالت کے دن مؤاخذہ کے لائق ہوگا۔ اگر نجات چاہتے ہو تو دین العجائز اختیار کرو اور مسکینی سے قرآن کریم کا جوا اپنی گردنوں پر رکھو"۔ (ازالہ اوہام، حصہ دوم صفحہ ۳۳۶)

یہاں لوگوں کو میں کئی دفعہ سمجھا چکا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ کلام بہت اعلیٰ درجہ کا معیار حاصل کرنے کی خاطر ہے لوگوں کو ڈرانے کے لئے نہیں ہے۔ "سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ عدالت کے دن مؤاخذہ کے لائق ہوگا"۔ کون؟ جو پانچ سو حکموں میں سے ایک کو بھی ٹالتا ہے۔ اب اپنی زندگیوں پہ غور کر کے دیکھ لیں ہم میں سے کوئی بڑے سے بڑا متقی بھی ہوگا تو وہ دل پہ غور کر کے صداقت سے اگر بات کرے گا تو یہی کہے گا کہ میں نے بہت سے حکموں کو ٹالا ہے اور ہر روز انسان بعض حکموں کو ٹال دیتا ہے اس کو پتہ بھی نہیں لگتا۔ تو نتیجہ جو ہے وہ بہت پیارا ہے۔ وہ یہ کہ دین العجائز اختیار کرو جس طرح بوڑھی عورتیں ایمان لاتی ہیں اور کوئی ان کے ایمان کو متزلزل نہیں کر سکتا ناممکن ہے کہ وہ ایمان ہل جائے، اپنے خدا پر وہ کامل ایمان رکھتی ہیں مگر علم نہیں رکھتیں اور تفصیل کے ساتھ بحث نہیں کر سکتیں مگر ایمان ان کو کامل ہوتا ہے۔ پس قرآن پر ایسا ایمان رکھو اور مسکینی سے قرآن کریم کا جوا اپنی گردنوں پر رکھو اور قرآن کریم کا جوا اپنے کندھے پر رکھنے میں مسکینی اختیار کرو پھر اللہ تعالیٰ تمہیں توفیق عطا فرمائے گا کہ تم رفتہ رفتہ سارے قرآنی احکام پر عمل کرنا شروع کر دوگے۔

اب یہاں پانچ سو کا ذکر تھا اب اس جگہ سات سو کا ذکر ہے۔ "جو شخص قرآن کریم کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے۔ حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں۔ باقی سب اسی کے ظل تھے۔ سو تم قرآن کو تدبّر سے پڑھو اور اس سے بہت ہی پیار کرو، ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو"۔ (کشتی نوح صفحہ ۲۴)

اب پانچ سو حکم ہیں یا سات سو حکم ہیں اس کے متعلق جو میں نے تحقیق کی ہے بہت سے علماء نے سات سو حکم بیان کئے ہیں اور کئی علماء نے پانچ سو کا بھی ذکر کیا ہے تو اس ضمن میں میں آپ کو مطلع کرنا چاہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش تھی کہ وہ تمام قرآن کریم کے احکام و منہیات کو اکٹھا کریں۔ یہاں جو حکموں کی بات ہو رہی ہے۔ تو اس میں منہیات کے حکم بھی شامل ہیں تو وہ تمام اکٹھا کریں اور پھر دیکھا جائے کل کتنے حکم بنتے ہیں۔ تو اس خواہش کو پورا کرنے کے لئے میں نے کوشش شروع کی اور علماء سے بھی مدد مانگی اور پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے میرے ساتھ بہت محنت کی اور ہم نے ایک ایک لفظ قرآن کا پڑھ کر آخر تک جہاں تک ذہن گیا کہ یہ حکم ہے یا مناہی ہے اس کی وضاحت کی۔ اب اس کی دوہرائی شروع کی ہوئی ہے۔ ہمارے بعض علماء نے مومن صاحب بھی اس میں ہیں، مجید عامر صاحب اور نصیر قمر صاحب۔ تو وہ دیکھ رہے ہیں کہ کوئی حکم رہ تو نہیں گیا غلطی سے اور جو حکم ہے اس کی گنتی بھی ساتھ ساتھ کر رہے ہیں۔ اول تو اکثر جگہ وہ حکم موجود ہے۔ تو ہم دوسری طرح یہ بھی دیکھ رہے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود اپنے قرآن پر جو نشان لگائے تھے احکامات کے اس کی رو سے کون کون سے احکام شامل ہیں تو یہ ایک بہت ہی پیاری اور لمبی تحقیق ہے جب یہ مکمل ہو جائے گی تو پھر آخر پر ہمیں پتہ چلے گا کہ قرآن کریم کے احکام کی گنتی کیا ہے اور مناہی کی گنتی کیا ہے اور اس میں انشاء اللہ تعالیٰ پھر جماعت کو بہت فائدہ ہوگا کہ معین طور پر ہر حکم کو پڑھے اور دیکھے کہ کون سا حکم وہ تسلیم کرتا ہے اور عمل کرتا ہے اور کس حکم سے وہ باہر ہے۔

قرآن کریم کے سارے احکامات پر چلنے اور منہیات سے بچنے کی توفیق پانے کی کلید اور قوت دعا ہے

پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: "قرآن شریف کے تیس سیپارے ہیں۔ اور وہ سب کے سب نصائح سے لبریز ہیں۔ لیکن ہر شخص نہیں جانتا کہ ان میں سے وہ نصیحت کونسی ہے جس پر اگر مضبوط ہو جاویں اور اس پر پورا عملدرآمد کریں تو قرآن کریم کے سارے احکام پر چلنے اور ساری منہیات سے بچنے کی توفیق مل جاتی ہے"۔ اب یہ سوال ہے جو اچانک کسی سے کیا جائے کوئی کچھ جواب دے گا، کوئی کچھ جواب دے گا لیکن اس جواب کو نہیں پا سکتا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیا ہے اور یہ عارف باللہ کا کلام ہے۔ "ہر شخص نہیں جانتا کہ ان میں سے وہ نصیحت کونسی ہے جس پر اگر مضبوط ہو جاویں اور اس پر پورا عملدرآمد کریں تو قرآن کریم کے سارے احکام پر چلنے اور ساری منہیات سے بچنے کی توفیق مل جاتی ہے"۔ اب اپنے اپنے دل میں غور کر لیں ابھی میں بتانے لگا ہوں۔

"مگر میں تمہیں بتاتا ہوں کہ وہ کلید اور قوت دُعا ہے"۔ کیسا عمدہ جواب ہے۔ دعا کی برکت سے ہی سب کچھ حاصل ہو سکتا ہے۔ دعا کے بغیر تو کچھ بھی نہیں مل سکتا جتنا مرضی انسان کوشش کرے نہ احکام پر عمل ہو سکتا ہے نہ منہیات سے پرہیز ہو سکتا ہے۔ فرمایا "وہ کلید اور قوت دُعا ہے۔ دُعا کو مضبوطی سے پکڑ لو۔ میں یقین رکھتا ہوں اور اپنے تجربہ سے کہتا ہوں کہ پھر اللہ تعالیٰ ساری مشکلات کو آسان کر دے گا۔ (الحکم ۲۴ ستمبر ۱۹۰۲ء)

قرآن کریم کے متعلق جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تفصیلی بیان دیا ہے اس میں سے چند اقتباسات صرف پیش کئے گئے ہیں قرآن کی محبت میں جو بیانات ہیں ان کو آپ اکٹھا کر کے دیکھیں تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیانات سب دوسروں پر بھاری ہوں گے۔ صرف نثر میں نہیں بلکہ نظم میں بھی۔ اب نعتیہ کلام تو لوگوں کو سنا ہوا ہے اکثر وہ خالی ہوتا ہے کیونکہ معرفت سے عاری ہوتا ہے مگر قرآن کریم کی نعتیں لکھی ہوں، قرآن کریم کی حمد کے ترانے گائے ہوں یہ آپ کو امت محمدیہ میں نہیں ملے گا۔ شاذ ہی کے طور پر ملے گا مگر جہاں تک میں نے غور کیا ہے صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام میں قرآن کریم کے عشق کے نغمے گائے گئے ہیں۔ اس کے چند نمونے میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں تا کہ آپ کو اندازہ ہو کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن کریم کی کیسی مدح کی ہے۔

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں　　قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

یہ خلاصہ ہے آپ کے کلام کا کہ آپ ظاہری طواف تو کعبہ کا نہیں کرتے تھے مگر روحانی طواف قرآن کا کرتے تھے اور قرآن نے جس جس چیز سے روکا اس سے رکتے تھے، جس کا حکم دیا اس پر عمل فرمایا کرتے تھے۔ خلاصہ اس کا یہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے اردو میں ۳۱۴، فارسی میں ۴۸۳ اور عربی میں ۷۴ اشعار خالصتاً قرآن کی مدح میں بیان فرمائے ہیں۔ میں کچھ نمونہ آپ کے سامنے رکھ دیتا ہوں۔ فرمایا:

جمال و حسن قرآں نور جان ہر مسلماں ہے　　قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے
کلام پاک یزداں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز　　اگر لولوئے عماں ہے وگر لعل بدخشاں ہے

خدا کے قول سے قول بشر کیونکر برابر ہو　　　وہاں قدرت یہاں درماندگی فرق نمایاں ہے

(یعنی بشر کے قول میں درماندگی)

پھر فرماتے ہیں: ؎

نور فرقاں ہے جو سب نوروں سے اجلیٰ نکلا۔ اجلیٰ کا مطلب ہے زیادہ روشن اور واضح۔

نور فرقاں ہے جو سب نوروں سے اجلیٰ نکلا　　　پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نکلا

یعنی اللہ تعالیٰ جس سے یہ نوروں کا دریا نکلا ہے وہ بہت پاک ہے۔

حق کی توحید کا مرجھا ہی چلا تھا پودا　　　ناگہاں غیب سے یہ چشمۂ اصفیٰ نکلا

یاالٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے　　　جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا

پورا جہان ہے علوم کا بلکہ جو مخفی خزانے ہیں دنیا میں وہ بھی قرآن کریم میں مذکور ہیں، جو خزانے آئندہ ظاہر ہونے والے ہیں وہ بھی مذکور ہیں اس لئے نہ ماضی پر نگاہ ڈال کر آپ کو کوئی خامی ایسی نظر آئے گی جس میں قرآن کریم کو محسوس کریں کہ بیان کرنے سے رہ گیا ہو اور نہ مستقبل میں کوئی ایسی بات ہے تو اول و آخر، ازل اور ابد سب پر یہ قرآن حاوی ہے۔ ؎

سب جہاں چھان چکے ساری دکانیں دیکھیں　　　مئے عرفاں کا یہی ایک ہی شیشہ نکلا

کس سے اس نور کی ممکن ہو جہاں میں تشبیہ　　　وہ تو ہر بات میں ہر وصف میں یکتا نکلا

پہلے سمجھے تھے کہ موسیٰ کا عصا ہے فرقاں　　　پھر جو سوچا تو ہر اک لفظ مسیحا نکلا

موسیٰ کے عصا میں کیا قوت تھی؟ وہ مارنے کی قوت تھی جادوگروں کے سانپوں کے سر کچل دئے اس نے۔ لیکن قرآن کریم کو بھی ہم پہلے یہی سمجھے تھے کہ سب جادوگروں کے سانپوں کے سر کچلنے والا ہے، ان کے فریب کے سر کچلنے والا ہے لیکن "پھر جو سوچا تو ہر اک لفظ مسیحا نکلا"۔ مسیح مشہور ہیں زندہ کرنے میں۔ قرآن کریم صرف مارتا ہی نہیں بلکہ زندہ کرتا ہے۔ تو بہت ہی خوبصورت یہ ایک موازنہ ہے قرآن کریم کا دوسری کتابوں کے ساتھ۔ پہلی کتابوں میں مارنے کا تو ذکر ہوگا مگر ایسا زندہ کرنے کا ذکر نہیں جیسے قرآن کریم میں موجود ہے اور موسیٰ کے عصا اور مسیحا کے لفظ کو اکٹھا کر کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فصاحت و بلاغت کا کمال کر دیا ہے۔ پھر فرماتے ہیں ؎

شکر خدائے رحماں جس نے دیا ہے قرآں　　　غنچے تھے سارے پہلے اب گُل کھلا یہی ہے

کیا وصف اس کے کہنا ہر حرف اس کا گہنا　　　دلبر بہت ہیں دیکھے دل لے گیا یہی ہے

کہتے ہیں حسن یوسف دلکش بہت تھا لیکن　　　خوبی و دلبری میں سب سے سوا یہی ہے

دل میں یہی ہے ہردم تیرا صحیفہ چوموں۔ یہ خلاصہ ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام کا۔

دل میں یہی ہے ہردم تیرا صحیفہ چوموں　　　قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

پھر فرماتے ہیں ؎

ہے شکر رب عزوجل خارج از بیاں　　　جس کے کلام سے ہمیں اس کا ملا نشاں

اگر قرآن نہ ہوتا تو حقیقت میں خدا کا کوئی نشان بھی نہ ملتا جو پہلوں نے بیان کیا تھا وہ بھی مٹا دیا گیا سب کچھ۔ سوائے دہریت کے دنیا پہ کسی چیز کا راج نہ ہوتا مگر قرآن کریم نے خدا کا ایسا ذکر کیا ہے جو ہمیشہ کے لئے زندہ ہے اور ابدلآباد تک رہے گا۔

وہ روشنی جو پاتے ہیں ہم اس کتاب میں　　　ہوگی نہیں کبھی وہ ہزار آفتاب میں

سورج کی روشنی سے ساری دنیا منور ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی روشنی سے کل عالمین منور ہیں۔ پس ہزار آفتاب میں بھی حقیقت میں وہ روشنی نہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے نورانی چہرہ سے نمایاں ہوتی ہے ؎ اس سے خدا کا چہرہ نمودار ہو گیا"۔ آپ کے چہرے میں خدا دکھائی دیتا ہے "؎ شیطاں کا مکر و وسوسہ بے کار ہو گیا"۔

قرآں خدا نما ہے، خدا کا کلام ہے　　　بے اس کے معرفت کا چمن ناتمام ہے

اب چونکہ وقت زیادہ ہو رہا ہے مَیں چند نمونے عربی اور فارسی کے اشعار کے آپ کے سامنے رکھ دیتا ہوں اور انشاء اللہ میرا خیال ہے کہ اگلے خطبہ میں ہی رمضان کی باتیں کی جائیں گی۔ آج میں اس خطبے کے اختتام پر اس آیت کی تلاوت کروں گا جو رمضان سے متعلق ہے پھر آئندہ اسی آیت کی تشریح میں اگلے جمعہ میں رمضان کا ذکر ہوگا۔ الحمد للہ کہ اس دفعہ کا رمضان جمعۃ المبارک سے شروع ہو رہا ہے۔ پہلا روزہ جمعہ کے دن ہی ہوگا اور پھر پانچ جمعے آئیں گے اس رمضان میں۔ فرماتے ہیں ؎

وَقَدْ نَوَّرَ الفُرْقَانُ خَلْقًا بِنُوْرِہٖ　　　وَلٰکِنَّکُمْ عُمْیٌ فَکَیْفَ اُبَصِّرٗ

وَقَدْ نَوَّرَ الفُرْقَانُ خَلْقًا بِنُوْرِہٖ۔ قرآن نے تو ایک خلقت کو اپنے نور سے منور کر رکھا ہے وَلٰکِنَّکُمْ عُمْیٌ لیکن تم تو اندھے ہو فَکَیْفَ اُبَصِّرٗ میں اندھوں کو کیسے دکھا سکوں گا۔ پھر فرماتے ہیں۔

کِتَابٌ کَرِیْمٌ حَازَ کُلَّ فَضِیْلَۃٍ وہ ایک عزت والی کتاب ہے جو تمام فضیلتوں کی جامع ہے۔ حَازَ کل فضیلۃ اس نے ہر فضیلت کو سمیٹ لیا ہے اپنے اندر۔ وَیَسْقِی کُؤُوسَ مَعَارِفٍ وَیُوَفِّرٗ۔ یہ کتاب معارف کے کوزے پلاتی ہے اور بھر بھر کے پلاتی ہے معارف کے جام یُوَفِّرٗ پوری طرح بھر بھر کے دیتی ہے۔

فَیَا عَجَبًا مِنْ حُسْنِہٖ وَجَمَالِہٖ　　　اَرٰی اَنَّہٗ دُرٌّ وَّمِسْکٌ وَّ عَنْبَرٗ

پس اس کا حسن و جمال کیا ہی عجیب ہے میں تو اس کے موتی کستوری اور عنبر ہی پاتا ہوں

کِتٰبٌ کَرِیْمٌ اُحْکِمَتْ اٰیٰتُہٗ　　　وَحَیَاتُہٗ یُحْیِ الْقُلُوْبَ وَ یُزْہِرٗ

کِتٰبٌ کَرِیْمٌ اُحْکِمَتْ اٰیٰتُہٗ اس کی آیتوں میں حکمتیں نچوڑ کر رکھ دی گئی ہیں وَحَیَاتُہٗ یُحْیِی اور قرآن کریم کی زندگی یُحْیِ الْقُلُوْب قلوب کو زندہ کرتی ہے وَ یُزْہِرٗ اور زہار یعنی روشن کر دیتی ہے ان کو

وَاِنَّ کِتَابَ اللّٰہِ بَحْرُ مَعَارِفٍ　　　وَنَجِدَنَّ فِیْہِ عُیُوْنَ مَا نَسْتَعْذِبُ

وہ بیشک اللہ کی کتاب معارف کا سمندر ہے۔ ہم اس میں ضرور ایسے چشمے پاتے ہیں جنہیں ہم شیریں دیکھتے ہیں۔

اِذَا مَا نَظَرْتُ اِلٰی ضِیَاءِ جَمَالِہٖ　　　فَاِذَا الْجَمَالُ عَلٰی سَنَا الْبَرْقِ یَغْلِبُ

جب میں نے اس کے جمال کی روشنی کو دیکھا تو ناگاہ اس کا حسن بجلی کی روشنی پر بھی غالب آتا ہوا پایا۔

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اور بھی بہت سے شعر ہیں عربی میں اور فارسی میں بھی آپ کے کلام میں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام میں قرآن کا عشق ملتا ہے غرضیکہ اس دور کی جتنی زبانیں جو ہندوستان میں رائج تھیں، ان سب میں قرآن کریم کے عشق میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلام ملتا ہے اور یہ فضیلت صرف حضور کے حصہ میں آئی ہے دنیا کے تمام علماء اس کی مثال پیش نہیں کر سکتے۔

اس لئے اب چونکہ وقت ہو رہا ہے اگلے دس منٹ میں نمازیں بھی پڑھنی ہیں اور پھر انشاء اللہ خطبے کی تلاوت بھی ہوگی۔ میں اب صرف عربی آیت رمضان کی پڑھ دیتا ہوں آئندہ جس پر خطبہ دیا جائے گا۔

شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ ۔ رمضان کا مہینہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا ہے۔ اب اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ کا ایک معنی تو علماء یہ لیتے ہیں کہ رمضان کے مہینہ میں ہی قرآن شروع کیا گیا تھا مگر جہاں تک میں نے دیکھا ہے احادیث کو، قرآن کریم کے اترنے سے پہلے رمضان نہیں شروع ہوتا تھا تو اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ کا پھر کیا مطلب بنے گا۔ قرآن تو اتارا گیا اس کے بعد رمضان شریف آیا ہے تو دراصل فِیْہِ الْقُرْاٰنُ کا مطلب ہے رمضان کے مہینہ کے متعلق قرآن کریم اتارا گیا ہے اور قرآن کریم میں جتنی مناہی یا جتنے احکام ہیں ان سب کے متعلق رمضان میں تعلیم ہے۔ کوئی بھی ایسی بات نہیں جو اس سے باہر ہو۔ پس رمضان کے متعلق سراسر قرآن کریم اتارا گیا اور اس میں پھر بَیِّنٰتٍ مِّنَ الْھُدٰی وَالْفُرْقَانِ ہیں۔ یہ آیت انشاء اللہ اگلے جمعہ میں تلاوت کروں گا اور اسی مضمون پر میں مزید روشنی ڈالوں گا۔

خطبہ ثانیہ کے بعد حضور انور نے فرمایا: ایک بات خطبہ کے آخر پر کہنی تھی وہ بھول گیا تھا مجھے یاد آگئی ہے۔ پچھلے دنوں حضرت سیدہ ام متین صاحبہ کی وفات ہوئی پھر ہمارے بھائی مرزا منیر احمد صاحب کی وفات ہوئی۔ ان کی نماز جنازہ غائب میں نے حضرت ام متین کی تو پہلے پڑھائی تھی کل ان کی نماز جنازہ غائب بھی پڑھائی اور یہ تو غم کے کچھ دھاگے تھے ان کے ساتھ ایک خوشی کا دھاگہ بھی لپٹا ہوا تھا میری بیٹی طوبیٰ کی بھی شادی ہوئی تو اب لوگ ان دونوں دھاگوں سے بن بن کے خط لکھ رہے ہیں۔ اکثر خطوں میں ایک طرف تعزیت کا اظہار بھی ہوتا ہے دوسری طرف اس خوشی کا بھی اظہار ہوتا ہے۔

میں پہلے بھی کئی دفعہ بیان کر چکا ہوں کہ اب میرے پاس وقت نہیں ہے کہ میں تفصیلاً سب کو خط لکھ سکوں لیکن ایک ایک نام غور سے پڑھتا ہوں، ان کا ممنون احسان ہوتا ہوں اور ان کے لئے دل سے دعا نکلتی ہے۔ دوسرے لوگوں کو یہ بھی شوق ہے کہ فون کے ذریعہ تعزیت کریں یہ اچھا رواج نہیں ہے۔ جن گھروں میں غم ہو، آج کل تو فون ایسا ہے کہ ہر وقت گھنٹی بجنی اور ایک تعزیت نہ ہوئی مصیبت بن گئی اس لئے فون پر تعزیتیں بند کر دیں اور جو تعزیت کرنی ہے لکھ کر بھیج دیا کریں۔ سب لوگ پڑھتے ہیں۔ دل سے دعا نکلتی ہے اور وقت بے وقت کی مشکل نہیں پڑتی ان کو۔ امید ہے میری اس نصیحت پر آپ عمل کریں گے۔

☆......☆......☆......☆......☆